# نقد و تبصرہ

## مضامینِ فلک پیما

میاں عبدالعزیز مرحوم بڑے بڑے سرکاری مناصب پر فائز رہے ان کی وضع و تراش اور رہن سہن کا طریقہ انگریزوں کا سا تھا جس زمانے میں ہندوستانی کلیدی مناصب پر خال خال نظر آتے تھے، اپنی قابلیت، ذہانت اور فراست کی بدولت وہ ان مناصب پر فائز ہوئے اور تھوڑے ہی عرصے میں لوہا منوالیا۔

اردو زبان سے میاں صاحب کو والہانہ شیفتگی تھی۔ نام و نمود اور شہرت سے وہ نفور تھے لہذا بزمِ ادب میں "فلک پیما" کے نام سے جلوہ گر ہوئے۔ یہ فخر میاں بشیر احمد کے "ہمایوں" کو حاصل ہے کہ اس نے "فلک پیما" کو اپنے بلند، گہرے اور دقیق خیالات کے اظہار کے لیے ٹھیک، رواں، اور دلکش اردو زبان کو ذریعہ بنانے پر آمادہ کر لیا۔ ان کی ادبی زندگی کا آغاز ہمایوں سے ہوا۔ اور اختتام بھی اسی پر۔ 'فلک پیما' کے ہلکے پھلکے مضامین نے ادبی دنیا میں ایک تموّج پیدا کر دیا۔ اس نام کے پردے میں کون شخصیت جلوہ گر ہے؟ یہ بات بہت دنوں کے بعد معلوم ہو سکی۔ سالہا سال کے بعد، لیکن شخصیت کو فراموش کر کے لوگ فلک پیما کے مضامین پر سر دھننے لگے۔

ان مضامین میں طنز کے نشتر بھی تھے اور بُلبُل کا نغمہ بھی۔ یہ سماجی بھی تھے اور تہذیبی بھی۔ بات میں بات پیدا کرنا، لطیفے لطیفے میں نکتہ کی بات کہہ جانا۔ روتوں کو ہنسانا اور ہنستوں کو رلانا نخوت اور رعونت پر بھرپور حملہ کرنا۔ احساس کمتری کو "دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکت طوفاں بھی ہے" یاد دلا کر احساس خودی کو ابھارنا۔ مذہب اور ملّا۔ قوم اور لیڈر۔ اندرونِ خانہ اور بیرونِ در۔ ہر جگہ اور ہر چیز تلملاہٹ پیدا کر دینے والی چوٹ لگانا۔ اور پھر اسے سہلانا —— یہ تھے فلک پیما کے مضامین۔

بہت مختصر مدت میں فلک پیما نے چند چھوٹے موٹے، اور ہلکے پھلکے مضامین لکھ کر بزمِ ادب